مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوّت کراچی

مرزا طاہر کے فرار میں حکومت صراحتہً قصوروار ہے

ساہیوال کا المناک واقعہ مرزائی غنڈہ گردی کا منہ بولتا ثبوت ہے

مولانا خان محمد صاحب مدظلہ

جلد ۲

۱۲ تا ۱۸ ربیع الثانی ۱۴۰۴ھ مطابق ۵ تا ۱۱ جنوری ۱۹۸۴ء

شمارہ ۲۹

خصائلِ نبویؐ

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا ذکر

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری مہاجر مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

۱۴ ـ حدثنا ابوبکر محمد بن نافع البصری حدثنا عبد الصمد بن عبد الوارث عن اسمٰعیل بن مسلم العبدی عن ابی المتوکل عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بِاٰیَۃٍ مِنَ الْقُرْاٰنِ لَیْلَۃً ۔

ترجمہ ـ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات تہجد میں صرف ایک آیت کو بتکرار فرماتے رہے۔

فائدہ ـ وہ آیت سورت مائدہ کے اخیر رکوع کی آیت ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفرلھم فانک انت العزیز الحکیم ـ تھی ـ اے اللہ اگر تو ان سب کو عذاب کرنا چاہے تو یہ تیرے بندے ہیں یعنی ہر طرح سے تیری ملک ہیں تیری چیزیں ہیں ، تو جو چاہے تصرف فرمادے ـ اور اگر تو ان کی مغفرت فرمادے اور سب کو معاف کردے تو تیری شان سے کچھ بعید نہیں تو بڑی قدرت والا ہے ـ بڑی حکمت والا ہے ـ

ف ـ جس شخص کو زبردست قدرت حاصل ہو جس مجرم کو چاہے معافی دے دے اور بڑی حکمت والا ہو اس کے ہر فعل میں حکمت اور مصالح ہو سکتے ہیں ـ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کھڑے ہونے میں رکوع سجدہ میں بھی اس آیت کو پڑھتے رہنا اور بار بار دھراتے رہنا اللہ جل شانہٗ کی دو صفت عدل و مغفرت کے متعلق ہو جانے کی وجہ سے تھا کہ قیامت کا سارا منظر انہی دو صفتوں کا مظہر ہے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بھی نقل کیا گیا ہے کہ ایک شب تمام رات یہ آیت پڑھتے رہے وامتازوا الیوم ایھا المجرمونہ اس آیت شریفہ میں بھی قیامت کے منظر کا بیان ہے کہ اس دن یہ حکم ہوگا کہ آج مجرم لوگ غیر مجرموں سے علیحدہ اور ممتاز ہو جائیں کس قدر سخت اور کپکپا دینے والا حکم ہے کہ آج اللہ والوں کے ساتھ ملے جلے ہیں ان کی برکات سے نفع اٹھا رہے ہیں لیکن اس وقت مجرم لوگوں کو علیحدہ کر دیا جائے گا ـ اللہ ہی اپنے فضل سے وہاں بھی ان مقدس نفوس کے زیر سایہ رکھے ورنہ بڑی ہی مشکلات ہیں۔

۱۵ ـ حدثنا محمود بن غیلان حدثنا سلیمان بن حرب حدثنا شعبۃ عن الاعمش عن ابی وائل عن عبداللہ قال صلیت لیلۃ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم یزل قائمًا حتّٰی ھممت بامر سوء قیل لہ وما ھممت بہٖ قال ھممت ان اقعد و ادع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ، حدثنا سفیٰن بن وکیع حدثنا جریر عن الاعمش نحوہ ۔

۱۵ ـ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ـ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا طویل قیام فرمایا کہ میں نے ایک برے کام کا ارادہ کر لیا تھا کہنے لگے کہ میں

باقی ص۱۹ پر ملاحظہ فرمائیں

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ختم نبوت

جلد نمبر ۳

شمارہ نمبر ۲۹

فہرست

۱	خصائل نبوی	حضرت شیخ الحدیث	۲
۲	گلدستۂ معرفت	ملفوظات حضرت مولانا سید حسین صاحب	۴
۳	ابتدائیہ	مولانا سعید احمد جلال پوری	۵
۴	مولانا خان محمد صاحب سے ایک ملاقات	مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی	۶
۵	دورۂ افریقہ	منظور احمد الحسینی	۱۲
۶	وفاق المدارس کا امتحان		۱۶
۷	کچھ علاج اس کا بھی اے چارہ گرو		۱۷
۸	حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیریؒ	مولانا کوندو	۱۹
۹	بھارت اسرائیل گٹھ جوڑ	جناب خورشید احمد	۲۲

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خان محمد صاحب
دامت برکاتہم سجادہ نشین
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

فی پرچہ

دو روپیہ

فون نمبر

۷۱۱۶۷۱

بدل اشتراک

سالانہ ۔۔۔ ۰ روپے
ششماہی ۔۔۔ روپے
سہ ماہی ۔۔۔ ۲۰ روپے

مدیر مسئول

عبد الرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت

مفتی احمد الرحمٰن
مولانا محمد یوسف لدھیانوی
ڈاکٹر عبد الرزاق سکندر
مولانا بدیع الزمان
مولانا منظور احمد الحسینی

شعبۂ کتابت

محمد عبد الستار واحدی
امجد محمود

ناشر

عبد الرحمٰن یعقوب باوا
طابع: کلیم الحسن لقوی انجمن پریس کراچی
مقام اشاعت: ۲۰/A سائٹر و مینشن
ایم۔اے جناح روڈ۔ کراچی۔

بدل اشتراک

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب	۲۱۰ روپے
کویت، اومان، شارجہ دوبئی اردن اور شام	۲۲۵ روپے
یورپ	۲۹۵ روپے
آسٹریلیا، امریکہ، کنیڈا	۲۴۰ روپے
افریقہ	۳۱۰ روپے
افغانستان، ہندوستان	۱۶۵ روپے

رابطہ دفتر

مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی ۳

ملفوظات

حضرۃ اقدس سید حسین صاحب مدظلہ علی گڑھ انڈیا ۔
خلیفہ مجاز حضرت مولانا مسیح اللہ صاحب

گلدستہ معرفت

جدید تعلیم کے نقصانات

فرمایا کہ جدید تعلیم کی مضرتوں کے علاوہ سب سے مضرت رساں یہ چیز شاہد ہے کہ اس سے بے حیائی ، بے ادبی ، خودرائی اور تکبر پیدا ہوتا ہے ۔ جس قدر مسلمانوں کے اخلاق و معاشرت کو تعلیم و تربیتِ جدید سے گزند پہونچا ہے وہ گزشتہ گیارہ بارہ صدیوں میں کسی اور چیز سے نہیں پہونچا۔ چونکہ فرنگیوں کی تعلیم و تربیت دونوں میں بے حیائی اور بے ادبی تمام تر مضمر ہے ، لہٰذا جوان کی کتابیں پڑھے گا یا ان کی صحبت اختیار کرے گا لازم ہے کہ اس میں اخلاق کی گندگی ، بے حیائی ، خودغرضی اور عریانیت سرایت کرجائے گی ۔ چنانچہ فرنگیوں کے دوران تسلط جس درجہ مسلمانوں کے دین و اخلاق کی تخریب ہوئی ہے شاید پہلے کبھی بھی نہیں دیکھی گئی ۔ بالخصوص ہمارا معاشرہ اور اخلاق سرتاپا چوپٹ اور ملیامیٹ ہوگیا کہ آپ پہچان بھی نہ سکیں گے کہ یہ مسلمان بھی ہے یا کوئی اور ۔ ڈاکٹر اقبال مرحوم نے صحیح کہا ہے ؎

شور ہے ہوگئے دنیا سے مسلمان نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود
یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ کہ مسلمان بھی ہو

نیز مسلمانوں کا گھر ظلمت سے پر ہو رہا ہے ، کہیں تہذیب اسلامی کا پتہ بھی نہیں لگتا ۔ خیر القرون سے لے کر ایک ہزار سال تک بلکہ اس کے بعد بھی سو سال تک مسلمانوں کی انفرادیت ، ان کے اخلاق معاشرت و معاملات میں ، دیکھی اور پہچانی جاسکتی ہیں ۔ ان کی تہذیب اور زبان بھی دیگر اقوام سے ممتاز تھی ۔ اور اب تو بے دینی ، الحاد ، نیچریت ، زندقہ اور آزادی کا اس قدر غلبہ ہے کہ عبادات ، اخلاق ، معاشرت اور معاملات تو الگ رہے ، عقائد تک کا پتہ نہیں ، ایمان ہی کے لالے پڑگئے ہیں ۔ اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ دینی تعلیم ہی مفقود ہوگئی ہے ۔ نیک صحبتیں خال خال ہی کسی شہر میں میسر ہوں گی ، اب تو یہ شعر پورے طور پر دورِ حاضر پر صادق آتا ہے

اے بہ سرا پردۂ یثرب بہ خواب
خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

اسی سلسلہ میں فرمایا کہ ہمارے حضرت حکیم الامت رحؒ اب سے پچاس سال پہلے یہ فرما چکے ہیں کہ اب دین و ایمان کی بقاء کی واحد صورت یہی ہے کہ اللہ والوں کی صحبت میں روزانہ تھوڑی دیر بیٹھا جائے ، اگر روزانہ نہ سہی تو ہفتہ میں ایک بار ضرور ان کی خدمت حاضری دی جائے اور اپنے بچوں کو تعطیلات کے دوران ان حضراتؒ کی خدمت میں بھیجا جائے ۔ مولاناؒ نے اس پر فتویٰ دیا ہے کہ اہل اللہ کی صحبت فرائض کی بقاء اور اس میں استقامت کی ضامن ہے ۔ فرماتے تھے کہ میرا تجربہ اس پر شاہد ہے کہ برسوں کا نمازی خارجی اثرات مثل صحبت بد یا تعلیم حاضر کی وجہ سے بے نمازی ہوگیا ، لیکن جس نے بھی چند دن اہل اللہ کی جوتیاں سیدھی کی ہیں وہ کسی نہ کسی درجہ میں اپنے دین و ایمان پر قائم ہے چنانچہ یہ اب بھی نظر آتا ہے کہ جو بھی حضرات کسی اہل دل سے اپنا واسطہ قائم کئے ہوئے ہیں اب بھی رنگ روپ اور ان کی وضع قطع مسلمانوں جیسی نظر آتی ہے اور یہ حضرات نماز روزہ بھی

باقی صفحہ ۱۶ پر

اچھا اقدام

"جماعت احمدیہ کا سالانہ اجتماع ملتوی کر دیا گیا ہے۔ یہ اجتماع ۲۶ سے ۲۸ دسمبر تک ربوہ میں منعقد ہونا تھا"

(روزنامہ مشرق کراچی ۱۹۔ دسمبر ۸۴ء)

گذشتہ کالموں میں بھی ہم نے اسی سلسلے میں عرض کیا تھا کہ بحمد للہ امت مسلمہ کی مساعی رنگ لا رہی ہیں اور قادیانی اب پاکستان کے بجائے کفرستان (لندن) کا رخ کر رہے ہیں مگر اس کے چندان بعد ہی ایک معاصر اخبار اور بی بی سی کی نشریات سے معلوم ہوا کہ قادیانی امسال بھی حسب معمول اپنا سالانہ کنونشن ۲۶ دسمبر کو لندن کے علاوہ ربوہ پاکستان میں منعقد کرنے کی بھاگ و دو کر رہے ہیں لیکن جلد ہی اس کی توثیق ہو گئی کہ قادیانیوں نے ربوہ میں منعقد ہونے والے دو روزہ کنونشن کی منظوری کے لیے حکومت کو جو درخواست دی تھی وہ منظور نہیں ہوئی اور مجبوراً قادیانیوں کو سالانہ اجتماع ملتوی کرنا پڑا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

حکومت کا قادیانیوں کو پاکستان میں کنونشن کی اجازت نہ دینا نہایت جرأت مندانہ اقدام ہے جس پر حکومت اور انتظامیہ پوری امت مسلمہ کی طرف سے مبارک باد کی مستحق ہے اور یہ ایک ایسا مستحسن اقدام ہے جس نے مسلمانوں کے دل جیت لیے ہیں بلکہ اس سے عوام کی بڑھتی ہوئی اس بے چینی کا بھی واضح اور غیر مبہم طور پر ازالہ ہو جاتا ہے کہ حکومت قادیانیوں کے سلسلے میں کوئی نرم گوشہ رکھتی ہے لہٰذا پاکستان میں قادیانیت کی بیخ کنی میں یہ اقدام سنگ میل ثابت ہوگا۔ پھر ربوہ کے "ضیاء الاسلام" قادیانی پریس پر چھاپہ مار کر اُسے تین ماہ کے لیے سر بمہر کر کے حکومت نے نہ صرف مسلمانوں کی دیرینہ خواہش اور مطالبہ کو پورا کیا ہے بلکہ یہ اس کی اسلام دوستی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ البتہ مؤخر الذکر اقدام میں مزید اتنی گذارش کی جاتی ہے کہ جب یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ یہ پریس گذشتہ کئی سالوں سے قابل اعتراض مواد شائع کر رہا تھا اور بار بار زبانی اور تحریری طور پر تنبیہ کے باوجود قادیانیوں نے اس کا کوئی اطمینان بخش جواب دیا اور نہ اس پر کان دھرا۔ بلکہ مسلسل مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرتے رہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک مسلمانوں کے جذبات حکومت کے قوانین کی کوئی حیثیت ہی نہیں اور حکومت کے روکنے کے باوجود بھی وہ اسلام دشمنی میں باز نہیں آئیں گے۔ ضروری ہے کہ مذکورہ پریس کو تین ماہ کی قلیل مدت کے بجائے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا جائے اور فوری طور پر ان تمام اخبارات و رسائل کے ڈیکلریشن بھی منسوخ کئے جائیں جو اس پریس میں شائع

(باقی صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

مرزائی بیک وقت روس وامریکہ سمیت تمام سامراجی قوتوں کے ایجنٹ ہیں

قائد تحریک ختم نبوت مولانا خان محمد صاحب سے ایک ملاقات

رپورٹ: محمد اسماعیل شجاع آبادی نمائندہ خصوصی بہاولپور

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی امیر اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے روح رواں شیخ المشائخ حضرت مولانا خان محمد صاحب بہاول پور میں آنکھوں کے آپریشن کے سلسلے میں تشریف لائے تو بعض مقامی صحافیوں نے اس خواہش کا اظہار کیا۔ کہ حالات حاضرہ پر حضرت والا سے ایک انٹرویو ریکارڈ ہو جائے۔ تو ہفت روزہ تکبیر کراچی کے نمائندہ خصوصی برائے بہاول پور جناب شوکت ماموں اور راقم الحروف حضرت والا کی قیام گاہ پر پہنچے اور عرض مدعا کیا حضرت والا نے شفقت فرماتے ہوئے صبح کی نماز کے بعد کا وقت دیا۔ تو اگلی صبح جناب شوکت ماموں اور محمد اسماعیل شجاع آبادی قیام گاہ پر پہنچے۔ اور حضرت والا سے گفتگو کا آغاز ہوا اکثر سوالات نمائندہ تکبیر نے کیے۔

سوال:۔ مولانا آپ اپنی جائے پیدائش اور ابتدائی تعلیم اور تعلیم سے فراغت کے بعد اس منصب پر آپ کی زندگی کا سفر کیسے شروع ہوا۔ ذرا وضاحت فرمائیں۔

جواب:۔ ضلع میانوالی۔ کندیاں شریف کے قریب دریائے سندھ کے کنارے پر ایک قصبہ "بھرطہ" نامی قصبہ تھا جو بعد میں دریا بُرد ہوا تو اس قصبہ کے لوگوں نے مختلف بستیاں آباد کیں اور کچھ لوگ تھل کے علاقہ میں جا بسے۔ ان بستیوں میں سے ایک بستی ڈنگ کے نام سے معروف ہوئی جو میری جائے پیدائش ہے۔ تقریباً ۱۹۲۴ء میں میری پیدائش ہوئی اور بستی کے پرائمری سکول میں پرائمری کیا۔ اور قریبی قصبہ "کھولا" میں چھٹی جماعت پڑھی۔ ہمارے خاندانی بزرگوں میں سے حضرت مولانا احمد خان صاحبؒ نے اپنی آبائی زمین میں ایک بستی قائم کی جس کا نام "خانقاہ سراجیہ" رکھا۔ حضرت نے میرے والدین سے میری تعلیم کے لیے مجھے لے لیا۔ میں نے قرآن مجید اور فارسی کی ابتدائی کتابیں خانقاہ ہی میں پڑھیں۔ صرف و نحو "بھیرہ" کی شاہی مسجد (جسے شیر شاہ سوریؒ نے بنایا تھا) میں واقع دارالعلوم عزیزیہ جسے مولانا احمد صاحب بگویؒ نے بنایا تھا۔ پڑھیں۔

حضرت نے مجھے وہاں بھیجا اور وہیں ہدایہ اخیرین تک کتابیں پڑھیں اس دوران حضرت مولانا ظہور احمد صاحب بگویؒ کا انتقال ہو گیا تو میرے پیرو مرشد حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحبؒ ۱۹۴۳ء۔۱۹۴۴ء نے مجھے دارالعلوم دیو بند بھیج دیا کچھ ساتھیوں کی وجہ سے ہم ڈابھیل چلے گئے وہاں موقوف علیہ حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ مولانا محمد یوسف بنوریؒ، مولانا عبدالرحمان امروہیؒ سے پڑھیں۔

دوسرے سال دورہ کے لیے "دارالعلوم دیو بند" بھیج دیا۔ ان دنوں حضرت مدنیؒ جو کہ شیخ الحدیث تھے۔ تین سال کے لیے نظر بند کر دیئے گئے۔ تو بخاری، ترمذی شیخ الادب مولانا اعزاز علیؒ سے پڑھیں۔ دیو بند سے واپسی کے بعد حضرت نے مجھے لنگر کی خدمت سپرد کر دی تقریباً ۱۲، ۱۳ سال مسلسل حضرتؒ کی خدمت میں رہا حضرتؒ

کی رحلت کے بعد متعلقین نے متفقہ طور پر مجھے ان کی جانشینی کے لیے نامزد کیا۔ ہمارے مشائخ حضرت مولانا احمد خانؒ ، مولانا محمد عبداللہ صاحبؒ ملکی حالات سے دلچسپی تو رکھتے تھے لیکن عملی کام نہیں کرتے تھے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے بعد انکوائری کمیشن جسٹس منیر کی سربراہی میں مقرر ہوا۔ تو لاہور میں حضرتؒ نے حکیم عبدالمجید صاحب سیفی کے مکان پر رہائش رکھی۔ اور انکوائری کی پیروی کی۔

گرفتاری

اسی تحریک ختم نبوت میں حضرتؒ نے فرمایا کہ یا تو میں گرفتاری پیش کروں یا آپ رفیق مولانا خان محمد تو میں نے گرفتاری پیش کی اور پانچ ماہ بیس دن تک لاہور کی جیلوں میں رہا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت میں شمولیت ۱۹۷۳ء میں جب حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ جماعت کے امیر بنے تو انہوں نے مجھے از خود نائب امیر مقرر کر دیا۔ اور اس کی اطلاع مولوی اللہ وسایا صاحب مبلغ ربوہ نے حضرت کے مکتوب گرامی سے دی۔ مجھے تعجب اور حیرانی ہوئی کہ میں تو اس میدان کا آدمی نہیں لیکن مشفق استاد کے حکم سے انکار مناسب نہ سمجھا۔ حضرت کے امیر منتخب ہونے کے تھوڑے عرصہ بعد تحریک ۱۹۷۴ء شروع ہوئی جو کہ بحمد اللہ کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔ دریں اثناء حضرت بنوریؒ کی رحلت ہوگئی تو نائب امیر ہونے کی حیثیت سے مجھے خود بخود جماعت کی نگرانی سنبھالنی پڑی۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کی امارت

تقریباً ۹ ماہ کے بعد اجلاس ہوا۔ جس میں میں شریک نہ ہوا۔ اور ایک عریضہ کے ذریعہ معذرت پیش کی۔ لیکن احباب جماعت نے چنیوٹ کانفرنس کے موقع پر مجھے امیر منتخب کر لیا جو تا ہنوز چلا آ رہا ہے۔

سوال: آپ کو کچھ یاد ہے کہ آپ مجلس کے ممبر کب بنے۔

جواب: یوں تو تمام مسلمان ہی اس جماعت کے ممبر ہیں۔ میں جماعت کا باقاعدہ ممبر نہیں تھا۔ حضرت بنوریؒ نے ہی مجھے نائب امیر نامزد کر دیا۔ جس کی اطلاع حضرت کے گرامی نامہ سے ہوئی۔

سوال: آپ کا تعلق جمعیت علماء اسلام سے بھی رہا ہے

جواب: جمعیت علماء اسلام سے تعلق بحیثیت ممبر تو عرصہ سے چلا آیا ہے جو کہ مولانا غلام غوث ہزارویؒ کی وجہ سے قائم ہوا۔ اس وقت جمعیت کی باگ ڈور حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ مولانا احتشام الحق تھانویؒ کے ہاتھوں میں تھی۔ بعد ازاں حضرت لاہوریؒ کی صدارت میں ملتان میں جمعیت کا کنونشن ہوا۔ تو حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب کو دعوت دی گئی تو حضرت والا نے مولانا قاضی شمس الدین (درویش ہری پور ہزارہ ، مفتی عطاء محمد ڈیرہ اسماعیل خان کو بھیجا۔ جو شرکت کے بعد واپس چلے گئے۔ اسی کنونشن میں جمعیت کی جدید تشکیل ہوئی۔ جس میں حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کو امیر اور مولانا غلام غوث ہزارویؒ کو ناظم اعلیٰ منتخب کیا گیا۔ مولانا ہزارویؒ کا تعلق چونکہ "خانقاہ شریف" سے تھا۔ ان کی ترغیب سے میں بھی کبھی کبھی اجلاسوں میں شریک ہو جایا کرتا۔ حضرت لاہوریؒ کے انتقال کے بعد جب حضرت درخواستی مدظلہ العالی امیر منتخب ہوئے تو مولانا نے مجھے شوریٰ کا ممبر نامزد کر دیا جو کہ اب تک چلا آ رہا ہے۔

سوال: جب سے آپ مجلس سے وابستہ ہوئے تو آپ کی کتنی مرتبہ گرفتاری ہوئی۔

جواب: صرف ۱۹۸۳ء میں ۱۵ ، ۲۰ دن تک گرفتار رہا۔ بعد ازاں اسلام آباد میں مرزا ناصر کی موت کے دنوں میں مرزا ناصر کی کوٹھی کے بالمقابل ایک مسجد میں جلسہ منعقد ہوا۔ جس کی صدارت میں نے کی۔ اسی جلسہ کے دوران مرزا ناصر کو دل کا دورہ ہوا۔ تو پولیس والے کچھ آدمیوں کو تھانے لے گئے جن میں میں بھی شامل تھا۔ رات تھانہ میں گزاری صبح کو مجھے بغیر ضمانت رہا کر دیا گیا۔ جبکہ میرے رفقاء (مولانا عبدالشکور دین پوری) مولانا قاری محمد امین

راولپنڈی، مولانا نور محمد اسلام آبادی) کو ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔

سوال:۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد مختلف آدمیوں نے مختلف اوقات میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ ان میں سے کئی ایک کو قتل کیا گیا۔ کئی ایک مر گئے۔ لیکن پاکستان کے مخصوص حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ نے قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں کے لیے کیا لائحہ عمل مرتب کیا۔ ذرا وضاحت فرما دیں۔

جواب:۔ مسئلہ ختم نبوت بنیادی عقیدہ کی حیثیت رکھتا ہے جو کہ امت کی وحدت کیلئے اشد ضروری ہے۔ اس وقت پوری دنیا میں مسلمان ایک ارب کے قریب ہیں جو عقیدہ ختم نبوت کی برکت سے ملت واحدہ کہلاتی ہے۔ اگر اس میں کچھ کمی و ترمیم کی جائے تو وحدت ملت باقی نہیں رہتی۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان اور پوری دنیا میں مرزا قادیانی سے قبل کسی مدعی نبوت کو برداشت نہیں کیا گیا۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ انگریز سامراج نے اپنے مفادات کے لیے مرزا قادیانی کو استعمال کیا۔ اسی وقت سے علماء حق کا ایک قافلہ اس کے خلاف جہاد کرتا چلا آیا۔ جس کی برکت سے انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ پاکستان بنتے وقت انگریز نے اپنے مخصوص مفادات کی خاطر ظفر اللہ خان کو وزیر خارجہ بنوایا۔ قائداعظم نے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کو کہا کہ ہم ظفراللہ خان کا وزیر خارجہ ہونا پسند نہیں کرتے تو اس نے جواب دیا کہ پھر پاکستان بھی نہیں بنے گا۔ اس لیے مجبوراً اسے برداشت کرنا پڑا۔

سوال:۔ پاکستان اسلام کے لیے معرض وجود میں آیا، تھانے سے لے کر سپریم کورٹ تک تمام ادارے بھی مسلمانوں کے ہیں۔ تمام مسلمان عقیدہ ختم نبوت پر یقین رکھتے ہیں۔ اس کے باوجود تحریک ختم نبوت کے قائدین کو کئی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔

جواب:۔ سب سے بڑی دشواری مسلمانوں کا انگریزی ذہن ہے۔ چونکہ مرزائی "انگریز کا خود کاشتہ پودا ہیں۔ اس لیے انگریز نے انہیں بڑے بڑے عہدوں پر فائز کیا۔ تو انگریزی ذہن ہمارے لیے دشواری کا باعث بنا۔

سوال:۔ تحریک ختم نبوت کے لیے قیام پاکستان سے لے کر اب تک کتنے لوگ گرفتار ہوئے۔ اور کتنوں نے جام شہادت نوش کیا۔ ان کا صحیح اندازہ ہو تو فرمائیں!

جواب:۔ قیام پاکستان کے بعد جب بھی مرزائیوں کے خلاف کوئی تحریک چلی تو ان کی جارحانہ سرگرمیوں کی وجہ سے اٹھی چنانچہ مرزا بشیر الدین محمود نے ۱۹۵۲ء میں اعلان کیا کہ "۱۹۵۲ء گزرنے نہ پائے کہ کم از کم بلوچستان کو ہم مرزائی بنا لیں" یہ آج بھی اخبارات کی فائلوں میں محفوظ ہے۔

چنانچہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے اعلان فرمایا۔ کہ "۱۹۵۲ء مرزا محمود کا ہے تو ۱۹۵۳ء ہمارا ہے"

۲:۔ ظفر اللہ خان وزیر خارجہ تھا اس نے کراچی میں ایک تقریر کرنے کی کوشش کی مسلمانوں نے احتجاج کیا وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین کے روکنے کے باوجود نہ رکا۔ تو تحریک چلی مشہور ہے کہ مارشل لاء کی وجہ سے دس ہزار مسلمان شہید ہوئے ہزاروں کی تعداد میں گرفتاریاں عمل میں آئیں اگر کوئی مقرر اپنی تقریر مرزا قادیانی کو کافر کہتا تو اس کے خلاف مقدمہ قائم ہو جاتا۔ بے شمار مسلمانوں کے خلاف مقدمات ہوئے۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء بھی ان کی جارحانہ سرگرمیوں کی وجہ سے شروع ہوئی۔ ہوا یوں کہ نشتر میڈیکل کالج ملتان کے کچھ طالب علم پشاور کے ٹور کے لیے چناب ایکسپریس پر جب ربوہ سے گزرے تو انہوں نے چند نعرے لگائے واپسی پر ریلوے کے عملہ سے ملی بھگت کے ساتھ تین گھنٹہ تک مرزائی غنڈوں نے طلباء پر تشدد کیا۔ جس کے رد عمل میں تحریک چلی۔ بالآخر پاکستان قومی اسمبلی نے آئین میں وہ شق منظور کر لی جس کی وجہ سے یہ آئینی طور پر کافر قرار دیئے گئے لیکن انہوں نے اس آئینی ترمیم کو تسلیم نہیں کیا۔ یہی وجہ ہے کہ حالیہ مردم شماری میں انہوں نے اپنے آپ کو مسلمان لکھوایا۔

سوال:۔ تحریک ختم نبوت کی وجہ سے مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی کو بھی سزائے موت دی گئی تو کیا وجہ تھی کہ انہوں نے اس

مسئلہ کو اپنے ہاتھ میں نہیں لیا۔

جواب:۔ مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی نے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران کتابچہ "قادیانی مسئلہ" لکھا اس کے تمام تر حوالہ جات مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ نے لکھوائے جب عدالت میں بحث ہوئی تو انہوں نے کہا۔ کہ یہ حوالجات مجھے قاضی صاحبؒ نے دیئے۔ آپ انہی سے رجوع کریں۔ تو قاضی صاحب نے تمام حوالہ جات عدالت میں پیش کئے۔ باقی ان کی اپنی مصلحتیں تھیں انہوں نے اس مسئلہ کو اپنے ہاتھ میں کیوں نہیں لیا میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔

سوال:۔ حاضرین میں ایک آدمی نے سوال کیا۔ کہ ایسا بھی ہوا کہ انہوں نے تحریک سے بے وفائی کی ہو اور معافی مانگ لی ہو؟

جواب:۔ انہوں نے معافی نہیں مانگی۔ مولانا مودودی کے علاوہ مولانا عبدالستار خان نیازی اور مولانا خلیل احمد قادری کو پھانسی کا حکم سنایا گیا اور یہ تینوں حضرات سنٹرل جیل کے احاطہ میں رہتے تھے۔ جب مارشل لاء ختم ہوا تو تمام مقدمات بھی واپس لے لیے گئے تو یہ حضرات باہر آگئے اور باہر آکر مولانا مودودی نے بیان دیا کہ "ہمیں خواہ مخواہ اس میں گھسیٹا گیا۔ ہم تخریب کاری اور لوٹ مار وغیرہ میں شریک نہیں تھے۔ اس قسم کا بیان مولانا مودودی نے دیا معافی نہیں مانگی البتہ یہ کہا کہ میری مثال اس آدمی کی ہے کہ راستے سے دور ہٹ کر ایک کھیت میں کھڑا ہو تو ٹرک آکر اس کو روند ڈالے" مولانا مودودی کو تحریک کی وجہ سے سزا نہیں دی گئی بلکہ "مسئلہ قادیانیت" نامی کتاب لکھنے کے جرم کی پاداش میں یہ سزا سنائی گئی۔

سوال:۔ مذکورہ بالا افراد کا جیل سے رہائی کے بعد اب تک کیا رد عمل رہا۔ کیا تحریک میں شامل ہیں یا نہیں!

جواب:۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں یہ حضرات شریک تھے خوش قسمتی یہ تھی کہ اسمبلی میں ہمارے بعض علماء کرام مثلاً مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزاروی۔ مولانا عبدالحکیم ہزاروی، مولانا شاہ احمد نورانی اسمبلی کی حزب اختلاف میں تھے۔ اور حزب اختلاف کی تمام جماعتیں بشمول نیپ وغیرہ سب مجلس عمل میں آگئیں۔ ہمیں کسی کے دروازے پر نہیں جانا پڑا۔

مولانا اسلم قریشی کے اغوا کے بعد ۲۷، ۲۸ اکتوبر کو ربوہ میں پہلی سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں مجلس عمل کی تجویز پیش کی گئی جس کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس میں مولانا محمد شریف جالندھری، مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدی اور مولانا علاؤالدین ڈیرہ اسماعیل خان شامل تھے۔ جن کے ذمہ لگایا گیا کہ یہ مختلف مکاتب فکر کے رہنماؤں سے ملیں ۵، ۶، ۷، نومبر ۱۹۸۲ء تبلیغی اجتماع رائے ونڈ سے فراغت کے بعد یہ حضرات لاہور آکر مختلف حضرات کو ملیں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ یہ حضرات فراغت کے بعد مولانا عبدالستار خان نیازی، حافظ عبدالقادر روپڑی، علامہ احسان الٰہی ظہیر، علامہ محمود احمد رضوی کو ملے اور جماعت اسلامی کے مرکز منصورہ بھی گئے۔ شیعہ حضرات میں سے کچھ حضرات کو ملے۔

ان ملاقاتوں کے بعد طے پایا کہ لاہور کی سطح پر ایک اجلاس بلایا جائے۔ چنانچہ ۱۴، نومبر ۸۲ء کو شیرانوالہ گیٹ میں مختلف مکاتب فکر کا بھرپور نمائندہ اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں لاہور کے علاوہ اور علاقوں سے بھی کچھ حضرات پہنچ گئے۔ جس میں جمعیت علماء پاکستان کی طرف سے مولانا عبدالستار خان نیازی اور ملک اکبر ساقی کے علاوہ بھی کچھ لوگ شریک ہوئے۔

سوال:۔ اب ذرا مولانا اسلم قریشی کیس کی طرف آیئے کہ آج تک جو موصوف کی بازیابی کے لیے تفتیش وغیرہ ہوئی ہیں آپ ان سے مطمئن ہیں یا نہیں؟

جواب:۔ مولانا اسلم قریشی کیس کے لیے جتنی بھی ٹیمیں بنی ہیں انہوں نے آج تک حب الوطنی اور اخلاص کے جذبہ سے کام نہیں کیا۔ یہی وجہ ہے کہ معاملہ جوں کا توں ہے۔

سوال:۔ اس وقت جو ٹیم مصروف کار ہے اس کے سربراہ کے متعلق یہ افواہ گشت کر رہی ہے کہ اس کا تعلق قادیانی

گروہ سے ہے وضاحت فرمائیں۔

جواب: موجودہ تفتیشی ٹیم کا سربراہ میجر مشتاق احمد ڈی آئی جی فیصل آباد ہے جو پہلے گوجرانوالہ کا ڈی آئی جی رہ چکا ہے۔ اگرچہ اس کے خاندان والے اسے مسلمان کہتے ہیں لیکن اس کی کارروائی سے ہم مطمئن نہیں بلکہ اس کی تمام تر ہمدردیاں مرزائیوں کے ساتھ ہیں۔ ہم کئی ایک اجلاسوں میں اس پر عدم اعتماد کا اظہار کر چکے ہیں۔ جو اخبارات میں آ چکی ہیں۔

سوال: قاری محمد اشرف ہاشمی، قاری اللہ یار ارشد کے اغواء کیسوں کی نوعیت کے متعلق ارشاد فرمائیں۔

جواب: قاری محمد اشرف ہاشمی کے متعلق میں نہ کچھ جانتا ہوں اور نہ کچھ کہوں گا۔ البتہ قاری اللہ یار ارشد کا واقعہ رمضان المبارک میں ہوا۔ پانچ چھ آدمیوں کے خلاف مقدمہ درج کرایا۔ چنیوٹ اور جھنگ میں ان کی ضمانتیں نہ ہو سکیں۔ تو ہائی کورٹ میں انہوں نے ضمانت کی درخواست دائر کی۔ جس کے متعلق پولیس نے لکھا کہ یہ کیس مارشل لاء عدالت میں پہنچ چکا ہے۔ لہذا ہائی کورٹ میں ضمانتیں نہ ہو سکیں۔ بعد ازاں میں حج پر چلا گیا اور مارشل لاء نے کیس واپس کر دیا کیا وجوہات تھیں میرے علم میں نہیں۔

سوال: قادیانیوں کی اشتعال انگیز سرگرمیوں اور ان کے محتسب اعلیٰ عبدالعزیز بھامبڑی (جو کہ ۱۹۷۴ء میں ربوہ ریلوے اسٹیشن پر مرزائیوں کی مسلح غنڈہ گردی کی قیادت کر رہا تھا) ان کے جارحانہ عزائم کے انسداد کے لیے حکومت نے کیا نوٹس لیا ہے۔

جواب: میرے خیال میں کوئی نوٹس نہیں لیا گیا۔

سوال: صدارتی آرڈی ننس کے نفاذ سے پہلے آپ کی صدر مملکت سے جو ملاقات ہوئی۔ اس میں کون کون سے امور زیر بحث آئے۔

جواب: ہمیں مذاکرات کے لیے نہیں بلایا گیا تھا بلکہ آرڈی ننس تیار شدہ موجود تھا۔ اس کے دکھلانے کے لیے کچھ ابتدائی باتیں ہوئیں۔ مولانا اسلم قریشی۔ مرزائیوں کا کلیدی آسامیوں پر فائز ہونا وغیرہ امور پر گفتگو ہو رہی تھی کہ وہ آرڈی ننس منگوایا گیا۔ جو کہ انگریزی میں تھا۔ راجہ ظفرالحق نے اس کا اردو ترجمہ پڑھ کر ہمیں سنایا۔ آرڈی ننس کے متعلق ہم نے وہیں کہا کہ جو کچھ ہے ٹھیک ہے۔ لیکن ابھی بہت سی باتیں باقی ہیں جن ہم نے آرڈی ننس کو خوش آمدید کہا اور دیگر مطالبات کے تسلیم ہونے تک تحریک باقی اور جاری رکھنے کا اعلان کر دیا۔

سوال: کیا اس آرڈی ننس پر سرکاری سطح پر عمل درآمد کرانے کی کوشش کی گئی ہے یا نہیں؟

جواب: پہلے دن کچھ عمل درآمد ہوا۔ جب ہم صدر مملکت سے واپس لوٹے تو وفاقی وزیر اطلاعات راجہ ظفرالحق ساتھ تھے وہ اپنی کوٹھی پر لے گئے اور انہوں نے ہمارے سامنے ریڈیو اور ٹیلی ویژن والوں کو فون پر اطلاع دی۔ اس وقت رات کے آٹھ بجے تھے ٹی وی والوں نے یہ خبر نشر کر دی اس اعلان کے بعد مرزائیوں نے صبح کی اذانیں اپنی عبادت گاہوں میں نہیں دیں۔ اور اپنی عبادت گاہوں سے "مسجد" کا لفظ بھی مٹا دیا۔ بس اس سے آگے کچھ نہیں ہوا۔ جب حکومتی اداروں کو شکایت کی جاتی ہے تو وہ ٹال مٹول سے کام لیتے ہیں۔

سوال: صدارتی آرڈی ننس سے مرزائیوں کی سرگرمیاں کس حد تک متاثر ہوئیں۔

جواب: اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس سے مرزائیوں کی کمر خوب ٹوٹی۔ اور عامۃ الناس میں آرڈی ننس کے نفاذ کا اچھا اثر ہوا۔ اور لوگ یہ سمجھے کہ یہ مسلمانوں سے الگ گروہ ہے تبھی تو انہیں اذان وتکبیر سے منع کر دیا گیا ہے۔

سوال: اس آرڈی ننس کا ربوہ پر کیا اثر ہوا۔

جواب: اس آرڈی ننس کے بعد ربوہ میں اذانیں بند ہو گئیں نام نہاد بہشتی مقبرہ سے مرزا قادیانی کے نام نہاد صحابیوں کی قبروں پر لگے ہوئے کتبوں پر سے قابل اعتراض الفاظ مٹا دیئے گئے۔ جیسے صحابی، رضی اللہ عنہ وغیرہ۔

سوال: کیا یہ بات درست ہے کہ مرزائیوں نے اپنے "متبرک" مقامات پر مسلح پہرہ لگایا ہوا ہے۔

جواب:۔ یہ بات بالکل درست ہے کہ انہوں نے اپنے نام نہاد "متبرک" مقامات پر مسلح پہرہ لگایا ہوا ہے۔ اور انہوں نے کئی ایک مسلح تنظیمیں بنائی ہوئی ہیں۔ جیسے "خدام الاحمدیہ" "انصار اللہ" جو کہ تربیت یافتہ فوجی ہیں۔ یہ بات حکومت کے علم میں ہونے کے باوجود قابل اعتناء نہیں سمجھی گئی جبکہ مسلمانوں کی ایسی تنظیموں "منابۃ" وغیرہ کو جلوس اٹھانے کی اجازت نہیں۔

سوال:۔ ایک افواہ یہ گشت کر رہی ہے کہ گزشتہ دنوں ربوہ میں اسلحہ کا ایک ٹرک آیا۔ آیا یہ حکومت کے علم میں ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو گرفت نہیں یا مرزائی اس قسم کی کارروائی کی اجازت نہیں دیتے یا حکومت تساہل سے کام لے رہی ہے وضاحت فرمائیں۔

جواب:۔ مرزائی سامراجی قوتوں کے ایجنٹ ہیں یہ بیک وقت امریکہ کے بھی ایجنٹ ہیں اور روس کے بھی۔ جیسے اسرائیل جس کی مادی امداد امریکہ کرتا ہے اور افرادی امداد روس کہ وہ اپنے ملک کے یہودیوں کو اسرائیل منتقل کر دیتا ہے۔ یہ اسرائیل کی شاخ ہے جس کا بدستور سامراجی قوتوں کے ساتھ تعلق و رابطہ ہے۔

سوال:۔ صدارتی آرڈی ننس کے بعد آپ کو بھی مطالبہ کرنا چاہیے تھا کہ مرزائیوں کے ضیاء اسلام اور حیات الاسلام پریس کو ضبط کیا جائے۔

جواب:۔ ہمارا مطالبہ جاری ہے کہ ان پریسوں کو بند کیا جائے یا کم از کم ان کے نام تبدیل کیے جائیں۔ (والحمد للہ تین ماہ کے لیے ان کا ضیاء الاسلام پریس سربمہر ہو چکا ہے ناقل)

سوال:۔ مرزا طاہر کا ملک سے ڈرامائی انداز میں فرار سے متعلق آپ کیا جانتے ہیں!

جواب:۔ اس سلسلہ میں ہماری معلومات وہی ہیں جو اخبارات میں آتی رہیں۔ اس کا ملک سے فرار حکومت کی اجازت کے بغیر ممکن نہیں۔ ہم صراحۃً حکومت کو قصور وار ٹھہراتے ہیں۔

سوال:۔ ساہیوال کے المناک واقعہ کے متعلق آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب:۔ ہم یہ مطالبہ کرتے چلے آ رہے ہیں کہ ان کی عبادت گاہوں پر کلمہ طیبہ اور آیات قرآنی مٹائی جائیں۔ لیکن حکومت نے اس طرف کوئی توجہ نہیں دی چنانچہ کئی مقامات پر ایسے واقعات رونما ہوئے کہ مسلمانوں نے خود ان کی عبادت گاہوں سے یہ کلمات مٹائے۔ جیسے گوجرانوالہ۔ چنیوٹ۔ ضلع لیہ لاہور اسی طرح ساہیوال میں واقعہ رونما ہوا۔

ساہیوال کا واقعہ اس طرح ہوا کہ مرزائیوں کی عبادت گاہوں پر کلمہ طیبہ وغیرہ لکھا ہوا تھا۔ اور شہر میں یہ افواہ گشت کر رہی تھی کہ وہ آہستہ آواز سے اذان دیتے ہیں تو چند نوجوانوں نے بغیر کسی منصوبہ اور سوچی سمجھی سکیم کے اور بغیر کسی ہتھیار کے تحقیق حال کے لیے گئے کہ آذان ہوتی ہے یا نہیں یہ ۲۶ اکتوبر ۴ بج کر ۵۵ منٹ کا واقعہ ہے جو کہ عین اذان کا وقت تھا۔ جس میں اکثر لوگ جاگ رہے تھے۔ اور انہوں نے گولی چلا کر دو نوجوانوں کو شہید کر کے غنڈہ گردی اور بربریت کی انتہا کر دی۔

سوال:۔ اس مسلح غنڈہ گردی سے نمٹنے کے لیے آپ نے کچھ لوگوں سے رابطہ قائم کیا ہوگا۔ جیسے جماعت اسلامی اور جمعیت علماء پاکستان کے راہنما ان کا کیا ردعمل ہے۔

جواب:۔ جماعت اسلامی تو مجلس عمل میں شامل ہے۔ جبکہ جمعیت علماء پاکستان کے نیازی صاحب، ملک اکبر ساقی "انتخاب مجلس" کے چلے تو ساتھ تھے۔ لیکن جماعتی طور پر نہیں بلکہ ذاتی طور پر اپریل ۱۹۸۴ء کے پہلے ہفتہ میں ہماری کراچی میں کانفرنس تھی۔ جس کے بعد میں، مولانا عبدالمجید ندیم، مولانا محمد بنوری، مولانا شاہ احمد نورانی کو ملے اور انہیں دعوت دی۔ تو انہوں نے تحریک ۱۹۷۴ء کی داستان چھیڑ دی۔ میں نے عرض کیا کہ ہم اس کارروائی کی تکمیل میں لگے ہوئے ہیں۔ لہٰذا آپ بھی ہمارا تعاون فرمائیں تو انہوں نے کہا کہ میں جمعیت علماء پاکستان کی مجلس شوریٰ کی اجازت کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔ (گویا کہ احسن طریقہ پر ٹرخا دیا)

سوال:۔ شیعہ حضرات من حیث الجماعت آپ کے ساتھ تعاون کر رہے ہیں یا انفرادی طور پر!

جواب:۔ اصل ربوہ کانفرنس کے موقع پر طے ہوا کہ مختلف مکاتب

تک کے رہنماؤں۔ مشائخ، علماء کرام سے ملاقاتیں کی جائیں۔ چنانچہ میں مولانا ضیا القاسمی، مولانا منظور احمد چنیوٹی مولانا مختار احمد نعیمی راولپنڈی گئے اور گولڑہ شریف بھی گئے۔ اتفاقاً سجادہ نشین گولڑہ شریف باہر گئے ہوئے تھے۔ پیر دیول شریف سے ملاقات کی کوشش کی لیکن ملاقات نہ ہو سکی البتہ ان کے ایک معتمد کو خط دے دیا۔

اسی طرح شیعہ حضرات کی دونوں تنظیموں میں موسوی صاحب والے گروپ سے ملاقات ہو گئی۔ انہوں نے مکمل یقین دھانی کرائی۔ بلکہ انہوں نے تحریر بھی دی۔

سوال:۔ مختلف جنرل حضرات کے متعلق یہ افواہیں ہیں کہ وہ مرزائی ہیں۔ مثلاً کے ایم عارف صاحب، غلام اسحاق خان، جنرل رحیم الدین خان وغیرہ آپ کی کیا رائے ہے۔

جواب:۔ غلام اسحاق بنوں کے رہنے والے ہیں وہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ یہ قادیانی نہیں ہیں۔ جنرل رحیم الدین خان صدر ہند ڈاکٹر ذاکر حسین مرحوم کے بھانجے ہیں۔ جبکہ بیگم ڈاکٹر مرحوم کے چھوٹے بھائی کی لڑکی ہے یہ خاندان اہل سنت والجماعت دیو بندی مکتب فکر سے متعلق ہے۔ جنرل کے ایم عارف کے متعلق صدر مملکت نے خود کہا کہ وہ میرے تیس سال سے رفیق ہیں یہ قادیانی نہیں ہے لوگ جسے بدنام کرنا چاہیں اسے مرزائی کہہ دیتے ہیں امروٹی شاہ صاحب (مولانا محمد شاہ امروٹی) تو مجھے ابھی تک قادیانی سمجھتے ہیں۔

سوال:۔ تعلیمی اداروں میں چھائے ہوئے قادیانیوں کے متعلق کوئی پیش رفت ہوئی۔

جواب:۔ ابھی تک کوئی پیش رفت نہیں ہوئی۔ ہمارا مطالبہ صرف تعلیمی اداروں میں چھائے ہوئے قادیانیوں سے متعلق ہی نہیں بلکہ تمام محکموں میں قادیانیوں کے متعلق ہے۔

سوال:۔ وفاقی شرعی عدالت کے فیصلہ کے بعد آپ کے جذبات و احساسات کیا تھے۔

جواب:۔ اس پر ہمیں خوشی ہوئی۔ لیکن اس میں دو تین حرف جو مذہبی آزادی سے متعلق تھے ان پر دکھ ہوا۔

سوال:۔ کئی سالوں سے نوجوان نسل کا اسلام کی طرف راغب ہونا ڈھکی چھپی بات نہیں۔ بہت سے نوجوان مرزائی فتنہ کے خلاف "جذبات" رکھتے ہیں۔ لیکن مجلس عمل نے انہیں ٹھنڈا کیوں رکھا ہوا ہے۔

جواب:۔ مجلس عمل آئین کی حدود میں رہتے ہوئے اپنی تحریک جاری رکھی ہوئی ہے کیونکہ ملکی سالمیت کا مسئلہ سب سے مقدم ہے اس لیے نہایت سوچ سمجھ کر اور نہایت حوصلہ اور بردباری کے ساتھ ہم اپنا سفر جاری رکھے ہوئے ہیں خداوند قدوس ہمیں کامیابی و کامرانی سے ہمکنار فرمائے آمین

سوال:۔ ۱۹۸۴ء کی تحریک کا آغاز طلباء پر مسلح غنڈہ گردی تھی۔ اور حال ہی میں ساہیوال میں بھی ایک طالب علم کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا ہے تو آج بھی تعلیمی اداروں میں تحریک اٹھ سکتی ہے!

جواب:۔ اگر ہم یہ چاہیں تو یہ معمولی بات ہے لیکن ہم اس قسم کی کوئی تشدد آمیز کارروائی پسند نہیں کرتے۔

سوال:۔ آئندہ کے لیے مجلس کا لائحہ عمل کیا ہوگا

جواب:۔ مجلس عمل اپنے مقاصد کے حصول کے لیے مختلف پروگرام بنا رہی ہے۔ آہستہ آہستہ ہم اپنی منزل کے قریب ہو رہے ہیں۔

سوال:۔ اندرا گاندھی کے قتل کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے۔

جواب:۔ اس قسم کے واقعات کوئی ذی شعور آدمی تحسین کی نظر سے نہیں دیکھ سکتا۔ سکھوں نے انتہائی قدم اٹھایا ہے۔ جس کے جواب میں وہاں کی اکثریت نے بغیر سوچے سمجھے جو قدم اٹھایا ہے۔ مرزائیوں کی جارحانہ سرگرمیوں کی وجہ سے یہ واقعہ یہاں بھی پیش آ سکتا ہے۔

سوال:۔ حضرت ہمارا اصل انٹرویو تو ختم ہو گیا ہے آپ کا کوئی پیغام ہو تو ارشاد فرمائیں۔

جواب:۔ ہمارے مطالبات سیدھے سادے ہیں حکومت کو یہ مطالبات تسلیم کر کے مسلمانوں کو ابتلاء سے بچانا چاہیے۔ مسلمانان پاکستان سے ہماری یہ اپیل ہے کہ تمام اختلافات بھلا کر مجلس عمل کے پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں۔ اور ہماری حمایت و تائید کریں ہمارے اختلافات کی وجہ سے مسئلہ کھٹائی میں پڑ رہا ہے۔

قسط ۲

تحریر مولانا منظور احمد الحسینی

رپورٹ دورۂ افریقہ

- جنوبی افریقہ میں مسلمان اپنے تصفیہ طلب مسائل کے حل کے لئے امام مسجد سے رجوع کرتے ہیں
- کیپ ٹاؤن پہنچنے پر پاکستانی وفد کا شاندار استقبال
- مولانا محمد یوسف لدھیانوی کا ایمان افروز خطاب۔

مسلم جوڈیشل کونسل

ساؤتھ افریقہ کے تین صوبے ہیں ٹرانسوال، نٹال اور کیپ ہیں۔ ٹرانسوال اور نٹال میں مسلمانوں کے سیاسی، معاشرتی اور معاشی امور کو دینی خطوط پر چلانے کے لیے جمیعۃ علماء ٹرانسوال اور نٹال بھرپور طور پر کام کر رہی ہیں۔ انشاء اللہ ان دو جمیعتوں کا تعارف بھی آخر میں کرایا جائے گا۔ صوبہ کیپ میں مسلم جوڈیشل کونسل (مجلس القضاء الاسلامی) مسلمانوں کے مسائل حل کرتی ہے۔ یہ مجلس ۱۹۴۵ء میں قائم کی گئی تھی اس سے متعلق تقریباً ۶۳ مساجد ہیں ان مساجد کے ائمہ کرام اور علماء کونسل کے زیر اہتمام امت مسلمہ کی رہنمائی کرتے ہیں اس کے پہلے صدر شیخ احمد بہاؤ الدین۔ دوسرے شیخ محمد شاکر تیسرے شیخ احسان جمیل الدین چوتھے شیخ ابوبکر سنجار تھے موجودہ صدر شیخ نظیم محمد ہیں اس کونسل کے ممبران ویلیمن کیپ کے علماء کرام اور ائمہ حضرات ہیں اس کے نائب صدر مولانا قطب الدین کوکنی ہیں جو ندوہ اور مدینہ یونیورسٹی سے سند یافتہ ہیں کچھ وقت آپ نے ازہر یونیورسٹی میں گذارا ہے آپ جیبیہ مسجد کے خطیب ہیں۔ سیکرٹری جنرل امام یٰسین حارث اور خزانچی امام عمر ہیں۔

مجلس کا اجلاس مہینے میں کم از کم ایک مرتبہ ہونا ضروری ہے اور ہنگامی کسی وقت بھی طلب کیا جا سکتا ہے مسلمانوں کے لیے حلال گوشت کا انتظام بھی اسی مجلس کے ذمہ ہے انہی کی طرف سے ایک انسپکٹر مقرر ہے جو حلال کی ٹریڈ مارک مہر جانور کے شرعی طور پر ذبح ہونے کے بعد لگاتا ہے یاد رہے کہ کیپ ٹاؤن اور پورے ساؤتھ افریقہ میں عیسائی اور دیگر شہری بھی حلال گوشت خریدنا اور کھانا پسند کرتے ہیں۔ دینی مسائل کے حل کے لیے فتاوی اسی کونسل سے جاری کیے جاتے ہیں تمام اہل محلہ اپنے مسائل کے حل کرنے میں اپنے امام مسجد کی طرف رجوع کرتے ہیں اور امام ایک سربراہ کی حیثیت رکھتا ہے وہ چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑا مسئلہ حل کرتا ہے کسی مسئلے کو تھانے یا مقامی عدالت کی طرف لے جانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اگر مسجد کے امام مسئلہ حل نہ کر سکیں تو پھر وہ مسئلہ کونسل میں پیش ہوتا ہے ہفتہ میں ایک دن کونسل کی طرف سے عمومی فیصلوں کے لیے رکھا گیا ہے اسی طرح عیدین کا مسئلہ زکوٰۃ کا جمع کرنا، اور خرچ کرنا یہ تمام امور بھی کونسل ہی انجام دیتی ہے۔

پاکستانی وفد کی آمد

۲۷، اکتوبر جمعہ کے دن ہمیں بتلایا گیا کہ پاکستان سے ۱۰، افراد پر مشتمل وفد آج گیارہ بجے جوہانسبرگ پہنچ چکا ہے جس میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے دو بزرگ راہنما مولانا محمد یوسف لدھیانوی اور مولانا عبدالرحیم اشعر بھی شامل تھے۔ وفد کا قیام مولانا محمد ابراہیم میاں کے ہاں فاسم میں ہوا جناب مولانا محمد تقی عثمانی نے جامع مسجد کرک اسٹریٹ میں جمعہ پڑھایا جب

جناب گیلانی اور پروفیسر محمود احمد غازی نے دوسری مساجد میں خطبہ جمعہ سے پہلے تقریریں کیں۔ جناب ریاض الحسن گیلانی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ختم نبوت کا مسئلہ اسلام کا بنیادی جزو ہے اس کے تسلیم کئے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں کہلا سکتا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام پیغمبر اللہ کے نبی اور رسول تھے تمام مسلمان ان پر ایمان رکھتے ہیں مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی اور رسول ہیں۔ "تھے" اور "ہیں" کا فرق ہے جو شخص مرزا غلام کو نبی مانتا ہے وہ براہ راست کلمہ کا منکر ہے کیونکہ کلمہ کہتا ہے کہ محمد رسول اللہ، رسول ہیں۔ اور قادیانی "ہیں" کو "تھے" میں بدلتے ہیں۔ اب اگر قادیانی بظاہر کلمہ پڑھتا ہے اور کہتا ہے کہ میں کلمہ گو ہوں تو وہ دھوکہ دیتا ہے، جھوٹ بولتا ہے یہ سرے سے کلمہ گو ہی نہیں ہیں۔ جب انہوں کلمہ کا انکار کردیا تو یہ کافر ہوگئے ہم ان کو کافر بناتے نہیں صرف بتلاتے ہیں کافر یہ خود بنے ہیں۔

جناب پروفیسر محمود احمد غازی نے کہا کہ ماضی میں جتنی امتیں گذری ہیں وہ سب مختلف انبیاء کی نبوت پر ایمان کے عقیدے پر استوار ہوئیں چنانچہ ملت موسوی، ملت عیسوی کی بنیاد ان دونوں جلیل القدر انبیاء پر ایمان کے عقیدے پر قائم ہوئیں جن لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ان کی نبوت کا اقرار کیا وہ ملت موسوی کے رکن قرار پائے اور جنہوں نے انکار کیا وہ اس ملت سے خارج ٹھہرے۔ اسی طرح جن لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا اقرار کیا انہوں نے ملتِ عیسوی کا خطاب پایا اور ان کا انکار کرنے والے اس ملت سے باہر کر دیئے گئے۔ نبوت پر ایمان سچا ہو یا جھوٹا، دعویٰ نبوت صحیح ہو یا غلط اس کی اساس پر ایک جداگانہ ملت کا قائم ہو جانا ایک ناگزیر نتیجہ اور لازمی امر ہے یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اقرار کرنے کے باوجود مسیلمہ کذاب کے دعوے کو صحیح مانا، ان کو صحابہ کرام رضؓ نے بالاجماع مرتد اور ملت اسلامیہ کا غدار قرار دیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج ساری ملت مسلمہ اس امر پر متفق ہے کہ قادیانیوں کے ان منافقانہ دعویٰ کے باوجود کہ وہ نبوت محمدی پر ایمان رکھتے ہیں ان کو بالاتفاق اور بالاجماع دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیا ہے۔

۲۷ نومبر بروز ہفتہ جوہانسبرگ سے یہ وفد صبح بذریعہ برٹش ایرویز کیپ ٹاؤن روانہ ہوا جب کہ جمعیتہ علماء ٹرانسوال کی طرف سے مولانا عباس علی جناح نے وفد کی ہمراہی اختیار کی۔ ۱۱ بجے یہ وفد کیپ ٹاؤن پہنچا تو کیپ ٹاؤن کے مشائخ علماء اور مسلمانوں نے ان کا شاندار استقبال کیا۔ جناب یوسف جلیبا کی قیادت میں دو بڑی ویگنیں اور تقریباً ۱۰ مرسڈیز بڑی کاریں وفد کو لے کر کالج روڈ کی طرف روانہ ہوئیں ۱۵ منٹ میں یہ حضرات جناب فرفرے صاحب کے مکان پر پہنچ گئے۔

ابتدائی دو بڑے کمرے مجلس تحفظ ختم نبوت کے چار حضرات کے لیے خاص کر دیئے گئے۔ بڑے کمرے میں مولانا محمد یوسف لدھیانوی، محترم باوا صاحب اور اختر قیام پذیر ہوئے اور ساتھ والے کمرے میں مجلس کے ناظم تبلیغ، مولانا عبدالرحیم اشعر اور علامہ خالد محمود صاحب کا قیام عمل میں لایا گیا۔ مولانا اشعر مولانا لدھیانوی قادیانی کتب کے چار ٹرنک اپنے ساتھ لائے تھے جب کہ دیگر حدیثی فقہی کتب کا بڑا ذخیرہ جو تقریباً چار پیٹیوں پر مشتمل تھا وہ مولانا ابراہیم میاں نے اپنے مدرسے سے بھجوایا تھا اور جس قدر دیگر کتب کی ضرورت پڑتی رہی بذریعہ ہوائی جہاز پہنچتی رہیں۔ عدالت کے لیے بنیادی اور مرکزی بیان مولانا اشعر اور مولانا محمد یوسف لدھیانوی نے کراچی سے تیار کیا تھا جس کے جملہ حوالہ جات کے فوٹو اسٹیٹ کراچی سے لائے گئے تھے جس کے مزید فوٹو اسٹیٹ کیپ ٹاؤن میں تیار کیے گئے۔ دوسرے کمرے میں مولانا محمد تقی عثمانی، جناب جسٹس محمد افضل چیمہ جناب حاجی غیاث محمد تھے اس کے ساتھ والے کمرے میں جناب مولانا ظفر احمد انصاری اور پروفیسر ظفر اسحاق کو ٹھہرایا گیا جب کہ دوسرے ساتھ والے دو کمروں میں جناب ریاض الحسن گیلانی ایڈووکیٹ، پروفیسر محمود احمد غازی، جناب پروفیسر خورشید احمد

اور جناب پروفیسر حق ندوی صاحب تھے جب کہ جمعیتہ علماء ٹرانسوال مستان، اور کیپ کے دور دراز علاقوں سے آئے ہوئے حضرات کا قیام جناب یوسف بھبلیا کے ہاں تھا۔ وفد کے کھانے کا بھی اسی مکان میں انتظام تھا۔

مسلم جوڈیشل کونسل کے تمام صاحب مکان داؤد فرذے مولانا قطب الدین۔ مولانا کران۔ شیخ عبدالرزاق۔ عثمان مرتضے اور شیخ عثمان برڈے سمیت تمام حضرات نے وفد کے اراکین کو ہر طرح سے آرام پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا اسی طرح شیخ محمود احمد، احمد ملاں جی، ڈاکٹر عبدالوہاب برڈے تبلیغی جماعت کے چند ساتھیوں نے ہر روز صبح و شام حاضری دی اور تمام کاموں میں ہاتھ بٹاتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب حضرات اور دیگر مسلمانوں کو جنہوں نے جس طرح کا بھی تعاون فرمایا جزائے خیر عطا فرمائے۔

۵ نومبر بروز سوموار مغرب کے بعد مولانا ابراہیم آدم صاحب تشریف لائے اور برج ٹاؤن کی جامع مسجد (کیپ ٹاؤن) میں مولانا محمد یوسف لدھیانوی سے بیان کے بارے میں درخواست کی آپ نے قبول فرمائی اور عشا سے پہلے ختم نبوۃ کا قافلہ جناب مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی۔ مولانا عبدالرحیم صاحب اشعر، مولانا ابراہیم آدم، جناب عبدالرحمٰن یعقوب بادا اور احقر برج ٹاؤن کی مسجد میں پہنچا۔ عشاء کی نماز کے بعد مولانا لدھیانوی نے مختصر بیان کیا جس کا خلاصہ اور مفہوم پیش خدمت ہے۔

مولانا نے خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا کہ یہاں میں آپ حضرات کی خدمت میں اپنی حاضری کو ایک شرف سمجھ رہا ہوں صرف دو پیغام عرض کرنا چاہتا ہوں

(۱) آپ حضرات کو معلوم ہے کہ ہماری یہاں آمد قادیانی مسئلے کے سلسلے میں ہوئی ہے۔ "قادیانیت (مرزا غلام احمد کے ماننے والے) ہمارے ملک (انڈو پاک) کی پیداوار ہیں۔ یہ فتنہ بڑھتے بڑھتے دنیا میں پھیل گیا۔ ہمارے حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ جو تمام اکابر کے شیخ اور استاذ ہیں جب آپ مرض الوفات میں تھے فرمایا میری چارپائی دارالعلوم دیوبند کے صحن میں لے چلو سب علماء، طلبہ اور معززین شہر کو جمع کیا گیا آپ نے فرمایا، آپ سب حضرات اپنی زندگی ختم نبوت کے لیے وقف کر دیں جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ کل قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی شفاعت کریں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی حفاظت کریں۔ آپ حضرات میں سے ہر شخص جتنی استطاعت رکھتا ہے اس سلسلے میں اپنا کردار ادا کرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر حملہ کرنے والے قزاق دنیا بھر میں پھر رہے ہیں آپ ان کے مقابلے میں سینہ سپر ہو جائیں تمام وسائل اثر و رسوخ اس سلسلے میں بروئے کار لائیں ہر شخص نبوت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا پہرہ دار بن کر کھڑا ہو جائے یہ ہر مسلمان کا فرض ہے ہر مسلمان کو یہ فرض ادا کرنا چاہئے۔

دوسرا پیغام مجھے یہ دینا ہے کہ مسلمان جس خطے میں جہاں کہیں بھی ہو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی اور غلام ہے اس کو اپنی زندگی اس طرح گذارنی چاہیئے کہ دیکھنے والے یہ سمجھیں کہ واقعی آپ حضرات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں اپنی صورت، سیرت، اخلاق، اعمال، نشست و برخاست اور طرز زندگی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا نمونہ بنانا چاہیئے۔

(جاری ہے)

بقیہ :- ابتدائیہ

ہو کر ملک و ملت کے خلاف زہر افشانی میں مشغول ہیں اور ان کے پبلشروں اور پرنٹروں کے علاوہ ان کے مدیروں کے خلاف مقدمات قائم کرکے انہیں ایسی کڑی سزائیں دی جائیں کہ آئندہ کسی قادیانی کو اس کی جرأت نہ ہونے پائے۔ نیز ضروری ہے کہ قادیانیوں کی تمام سرگرمیوں پر کڑی نگاہ رکھتے ہوئے ان کی بیخ کنی کی جائے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ حکومت پاکستان کے حالیہ اقدام پر اگر سختی سے عمل درآمد کرایا گیا تو یقیناً یہ قادیانی تابوت میں نہایت مؤثر اور آخری کیل ثابت ہوگا۔ آخر میں پھر بھی گذارش کریں گے کہ جب اللہ تعالیٰ نے غیب سے قادیانیت کی بیخ کنی کے اسباب پیدا فرما دیئے ہیں تو حکومت پاکستان کو ان سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس کا سر کچل دینا چاہیئے۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان

قدیم فضلاء کا امتحان ۱۲ جنوری ۸۵ء کو ملتان میں ہوگا

وفاق المدارس کی مجلس عاملہ کے اجلاس میں فیصلہ کیا گیا تھا کہ وفاق سے ملحق جامعات کے سال ہائے گزشتہ کے جو فضلاء وفاق کا امتحان نہ دے سکے ان کے لیے وفاق کا ایک الگ امتحان رکھا جائے چنانچہ اس سلسلہ میں کراچی میں امتحانی کمیٹی کا اجلاس ہوا حالیہ اجلاس کے فیصلے کے مطابق یہ امتحان ۱۲ جنوری بروز ہفتہ صبح آٹھ بجے بمقام دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان میں منعقد ہوگا اس امتحان کا صرف ایک پرچہ ہوگا ورقۃ الاختبار النہائی فی العلوم الاسلامیہ والعربیہ۔ اس امتحان کے درجات کامیابی تین ہونگے (۱) مقبول (۲) جید (۳) جید جدًا داخلہ جاری ہے۔

شرائط داخلہ :۔ (۱) داخلہ وفاق کے مطبوعہ فارم کے ذریعے ہوگا جو دفتر وفاق ملتان سے حاصل کیا جا سکتا ہے (۲) فارم کے ساتھ نقل سند فراغت مصدقہ مہتمم جامعہ (۳) شناختی کارڈ کے مصدقہ دو عدد فوٹو کاپی (۴) متعلقہ ادارے سے حالیہ شغل کی تصدیق (۵) فیس امتحان دوصد روپے فارم کے ساتھ بھیجیں (۶) وفاق سے ملحقہ جامعات کے سابقہ فضلاء داخلہ بھیجیں، پرائیویٹ طلبہ داخلہ نہ بھیجیں، وفاق صرف ملحقہ جامعات کے فضلاء کا امتحان لے گا۔ جملہ امور میں وفاق کی امتحانی کمیٹی کا فیصلہ قطعی ہوگا۔

تاریخ امتحان :۔ ۱۹ ربیع الثانی ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۲ جنوری ۱۹۸۵ء بروز ہفتہ صبح ۸ بجے

امتحانی ہال :۔ دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ ملتان شہر جملہ فضلاء کے لیے طعام و قیام کا انتظام دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت میں وفاق کی طرف سے کرے گا۔ البتہ موسم کے مطابق بستر ضرور ہمراہ لاویں۔ جن فضلاء نے داخلہ بھیجا ہے ان کو رول نمبر روانہ کر دیے گئے ہیں ۱۲ جنوری کی تاریخ امتحان حتمی ہے اس لیے مزید کسی اطلاع کا انتظار نہ فرماویں

ضمنی امتحان :۔ صحیح بخاری اور جامع ترمذی کا ضمنی امتحان ۱۹ ربیع الثانی ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۲ جنوری ۱۹۸۵ء بروز ہفتہ صبح ۸ بجے دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان میں ہوگا پچاس روپیہ فیس کے ساتھ داخلہ جاری ہے داخلہ مطبوعہ فارم کے ذریعے ہوگا فارم کے ساتھ شناختی کارڈ کی دو عدد فوٹو کاپی کا ہونا ضروری ہے جن طلباء نے داخلہ پہلے بھیجا ہے ان کو رول نمبر روانہ کر دیے گئے ہیں۔

محمد انور شاہ
ناظم امتحانات وفاق المدارس العربیہ
پاکستان ملتان

بقیہ :۔ گلدستۂ معرفت

ادا کر لیتے ہیں اور جو ان سے الگ ہیں وہاں تو معاملہ ہی بالکل صاف ہے۔ حضرتؒ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر کبھی ایسے حضرات میسر نہ ہوں تو پھر ان کی تصانیف کا روزانہ پندرہ ۱۵ منٹ مطالعہ ہی کیا جائے یا کسی سے پڑھوا کر سنا جائے۔

کچھ علاج اس کا بھی اے چارہ گرو....

مخترم المقام جناب ایڈیٹر صاحب کراچی

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کے موقر اخبار کی وساطت سے بندہ عدلیہ کے اعلیٰ حکام کی توجہ معاشرہ کے ایک گھمبیر مسئلہ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہے جس کی لپیٹ میں آکر خدا جانے کتنے گھرانے تباہ ہو چکے ہیں اور نہ جانے کتنی دکھی جوانیاں جہنم زار بن چکی ہیں۔ تمثیلاً عرض ہے کہ میرے ایک لڑکے کا رشتہ ایک شریف گھرانے کی نیک لڑکی سے طے پایا۔ ہمارے گھر کی خواتین لڑکی کے گھر جا کر اسے دیکھ آئیں اور پسندیدگی کا اظہار کیا۔ طے شدہ پروگرام کے مطابق نکاح اور رخصتی کی تقریبات بخیر و خوبی انجام پذیر ہوئیں۔ اور لڑکی ہمارے گھر میں آباد ہو گئی۔ لڑکی کے والدین نے حسب توفیق جہیز بھی دیا جو اب بھی ہمارے ہاں موجود ہے۔ اس دوران دولہا دلہن کے خصوصی تعلقات بھی انجام پاتے رہے۔ مگر شومئی قسمت کچھ عرصہ بعد لڑکے نے دلہن کی بیماری کا بہانہ تراش کر اس سے بیزاری کا اظہار شروع کر دیا چنانچہ شادی سے چھ ماہ بعد بعض اہل محلہ کے مشورہ سے لڑکی کو اس کے والدین بغرض علاج معالجہ اپنے ہاں لے گئے اس کے بعد کشیدگی کچھ اس طرح بڑھ گئی کہ لڑکا اپنی بیوی کو اپنے گھر نہ لایا طویل مصالحتی کوشش اور انتظار کے بعد لڑکی کی طرف سے دعویٰ نان و نفقہ (جیب خرچ) عدالت میں دائر ہو گیا۔ جواب دعویٰ میں لڑکے نے اپنے وکیل کی وساطت سے عدالت میں درخواست پیش کی کہ اس کا نکاح اس لڑکی کی چھوٹی بہن سے ہوا تھا مگر اس کے والدین نے دہوکہ دے کر اپنی بیمار لڑکی کو اس کے ساتھ بھیجدیا۔ حالانکہ ایسا قطعاً نہیں ہوا۔ اگر ایسا ہو جاتا تو لڑکے کی والدہ، پھوپھی اور بھاوجیں اس پر احتجاج کرتیں کیونکہ وہ لڑکی کو دیکھ آئی تھیں اور اچھی طرح شناخت کرتی تھیں۔ نہ ہی شب عروس کو دولہا صاحب نے اس کا انکشاف کیا بلکہ اس سے تعلقات زن و شوئی قائم رہے۔ صبح کو برادری اور عزیز و اقارب سے نذرانے اور سلامی نقدی وصول ہوئے دعوت ولیمہ کی دیگیں پکیں۔ لڑکی پورے چھ ماہ تک اپنے اپنے خاوند کے ہاں آباد رہی۔ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ لڑکے کے وکیل نے محض اپنی طرف سے ایک جھوٹا قصہ گھڑا اور عدالت کو بھی دہوکہ میں رکھا۔ کم و بیش تین سال تک نان و نفقہ کا یہ دعویٰ شروعات میں ہی رہا۔ بالآخر جب عدالت میں گواہان کی پیشی کا وقت آیا تو مذکورہ لڑکے کے وکیل نے نہایت پھرتی سے معتبر ترین شہادتوں کو رکوا کر عدالت سے کہا کہ اگر یہ لڑکا قرآن پر حلف لیتے ہوئے یہ کہدے کہ یہ لڑکی اس کی منکوحہ و مدخولہ نہیں ہے تو اس پر فیصلہ کر دیا جائے لڑکی کے ورثاء اس بھرّے میں آگئے ان کا خیال تھا کہ لڑکا جو حافظ قرآن ہے اور دینی مدرسہ میں تعلیم قرآن کے فرائض بھی انجام دیتا ہے ایسا حلف ہرگز نہ اٹھائے گا۔ مگر جب شیطان کسی کو صراط مستقیم سے اچک لیتا ہے تو پھر ایسے جھوٹے حلف اس کے لیے باعث ندامت بھی نہیں رہتے چنانچہ عدالت میں لڑکے نے اپنی منکوحہ کا چہرہ دیکھتے ہی قرآن پر حلف دیا کہ مدعیہ میری بیوی نہیں ہے اور نہ ہی میرے ساتھ حقوق زوجیت ادا کرتی رہی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون عدالت نے دعویٰ خارج کر دیا اور لڑکی اپنے ورثاء کے ساتھ

رہی پیٹتی گھر چلی گئی ہے

بے نواؤں کی خبر کیا تمہیں دولت والو!
تمہیں صدمے بھی گزرتے ہیں تو آرام کے ساتھ

جناب والا۔ لڑکی کے والدین نے اپنی استطاعت کے مطابق سامان جہیز دیا تھا اور نکاح سے قبل حق مہر کے طور پر ایک مکان کا ۱/۲ حصہ لڑکی کے نام بذریعہ رجسٹری تملیک کیا گیا تھا۔ اس دروغ حلفی کے فیصلہ سے لڑکی بیچاری حق مہر اور سامان جہیز سے جبراً محروم کر دی گئی ہے۔

خدارا انصاف کیجئے کہ اگر عدالتوں میں معتبر شہادتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے حلف برقرآن کے ذریعے فیصلے ہوتے رہیں تو کوئی بھی مجرم سزا نہیں پا سکتا بلکہ جیلوں میں کوئی ملزم جانے نہ پائے گا۔ اور عدالتوں میں مقدموں کی بھرمار بھی چند روز میں ختم ہو سکتی ہے میری آخری استدعا ہے کہ لڑکا اگر اپنی منکوحہ کو طلاق دینے پر آمادہ ہے تو اس کا پورا پورا حق مہر اور سامان جہیز واپس کرکے اسے آزاد کر دے۔ عدلیہ کو ایسے مقدمات میں مظلوم طبقہ خواتین کی ہر ممکن مدد کرنی چاہیئے نکاح فارم اور معتبر گواہان کو شہادت دینے کا موقع فراہم کرنا چاہیے

والسلام غمزدہ۔ فقیر عبدالواحد بیگ المرحوم پینٹر
مکان نمبر۔ محلہ تھلہ سادات بیرون دہلی گیٹ ملتان

وکیل صاحب!

ہاں تم لوگوں نے ان مجرموں کی طرف سے دنیا کی زندگی میں تو جھگڑا کر لیا۔ پھر قیامت کے دن ان کی طرف سے اللہ تعالیٰ سے کون جھگڑے گا یا ان کا وکیل کون ہوگا۔

سورہ النساء آیت نمبر ۱۰۹

سوال۔ کیا شریعت محمدیہ میں دیدہ و دانستہ دروغ حلفی کا ارتکاب کرکے عدالت اور برادری کو دھوکہ دینے کی کوئی سزا ہے یا معاملہ صرف خدا کے سپرد کر دینا چاہیئے اللہ تعالیٰ خود انتقام لے گا؟

سوال۔ مذکورہ لڑکی تین سال کے نان ونفقہ سے محروم کر دی گئی۔ نکاح تسلیم نہ ہونے کی وجہ سے چھ ماہ تک مذکورہ مظلومہ کی آبروریزی کو زنا اور حرام کاری نہ سمجھا جائے گا؟

سوال۔ مذکورہ مظلومہ کے نام جو مکان ۱/۲ بطور تملیک حق مہر لکھا جا چکا ہے اب اس کا کون مالک ہوگا؟ اسی طرح دو تولہ سونا بھی حق مہر میں لکھا ہوا ہے اور دروغ حلفی کے مجرم کے قبضہ میں ہے۔

سوال۔ لڑکی کے جہیز کا سامان بھی اس نے غصب کر رکھا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ہم چونکہ عدالت سے مقدمہ جیت آئے ہیں (خواہ جھوٹ بول کر ہی) لہٰذا مذکورہ لڑکی خرچ مقدمہ جو ۲۵ یا ۳۰ ہزار تک بیان کیا جاتا ہے ادا کرکے اپنا سامان جہیز اٹھوا لے

اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اس ظلم کے خلاف کوئی مؤثر کاروائی تجویز فرماویں

فقیر عبدالواحد بیگ المرحوم پینٹر تھلہ سادات
دہلی گیٹ ملتان

بقیہ: خصائل نبوی ؐ

بیٹھ جاؤں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تنہا چھوڑ دوں۔

فائدہ۔ اس کے دو مطلب محتمل ہیں کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے لگوں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تنہا رہیں یہ اس بناء پر بُرا ارادہ تھا کہ بے ادبی کو متناول تھا اور ہو سکتا ہے کہ بیٹھ جاؤں کا یہ مطلب ہے کہ نماز ہی پڑھنا چھوڑ دوں۔ اس کا بُرا ہونا بالکل ظاہر ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ نماز کی بھی بے ادبی اور اس سے لاپرواہی بھی معلوم ہوتی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے پڑھتے نیت توڑ کر بیٹھ جائیں مگر کھڑے کھڑے جب تھک گئے تو اس قسم کے خیال آنے لگے۔

صدارتی آرڈیننس کے صرف پہلے دن عمل ہوا جب حکومتی اداروں کو کہا جاتا ہے تو وہ ٹال مٹول کر جاتے ہیں۔

مولانا خان محمد صاحب

قادیانیت کے خلاف

حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری کا جہاد

مرتبہ : حضرت مولانا کونڈو صاحب

(گذشتہ سے پیوستہ)

چائے پی کر موٹر سے کچہری تشریف لے جاتے، سات بجے سے ایک بجے تک بیان ہوتا رہتا۔ ضعف ونقاہت بغایت تھا لیکن تکان مطلقاً محسوس نہ فرماتے۔ تمام رفقاءِ سفر و دیگر علماء کا خوب اہتمام سے تفقّد فرماتے رہتے، مجلس مشاورت میں خاص خاص علماء کو شامل فرماتے۔ احقر پر اتنی نوازشات وعنایات کی بارش ہوتی رہتی تھی کہ بیان سے باہر ہے۔ احقر نے قادیانیوں کی کتب سے بعض نئی باتیں نکال کر پیش کیں، بہت خوش ہوئے اور بار بار علماء کو بلا کر دکھاتے۔ جب تک احقر مجلس مشاورت میں حاضر نہ ہوتا بات شروع نہ فرماتے تخلیہ میں بھی مشورہ فرماتے اور باصرار فرماتے کہ تیری اس میں کیا رائے ہے؟ بہاولپور شہر میں جامع مسجد و دیگر مقامات پر قادیانیت کے خلاف تقریر کرنے کے لیے علماء کو بھیجتے رہتے تھے، دو دفعہ احقر کو بھی بھیجا، ان ایام میں اس قدر حضرتؒ کے چہرہ مبارکہ پر انوارات کی بارش ہوتی رہتی تھی ہر شخص اس کو محسوس کرتا تھا۔ احقر نے بارہا دیکھا کہ اندھیرے کمرے میں مراقبہ فرما رہے ہیں لیکن روشنی ایسی جیسے بجلی کے قمقمے روشن ہوں، حالانکہ اس وقت بجلی گل ہوتی تھی، بہاولپور جامع مسجد میں جمعہ کی نماز حضرت اقدسؒ ہی پڑھایا کرتے تھے بعد نماز کچھ بیان بھی ہوتا تھا، ہزاراں ہزار کا مجمع رہتا تھا۔ پہلے جمعہ میں فرمایا کہ حضرات میں نے ڈابھیل جانے کے لیے سامان سفر باندھ لیا تھا کہ یکایک مولانا غلام محمد صاحب شیخ الجامعہ کا خط دیوبند موصول ہوا۔

شہادت دینے کے لیے بہاولپور آیئے چنانچہ اس عاجز نے ڈابھیل کا سفر ملتوی کیا اور بہاولپور کا سفر کیا۔ یہ خیال کیا کہ ہمارا نامۂ اعمال تو سیاہ ہے ہی، شاید یہی بات میری نجات کا باعث بن جائے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جانبدار ہو کر بہاولپور میں آیا تھا۔ بس اس فرمانے پر تمام مسجد میں چیخ و پکار پڑ گئی، لوگ دھاڑیں مار مار کر اور پھوٹ پھوٹ کر رو رہے تھے۔ خود حضرت پر ایک عجیب کیفیتِ وجد طاری تھی۔ ایک مولوی صاحب نے اختتامِ وعظ پر فرمایا، کہ حضرت شاہ صاحب کی شان ایسی ہے، اور آپ ایسے بزرگ ہیں وغیرہ، حضرت فوراً کھڑے ہوگئے۔ فرمایا، حضرات ان صاحب نے غلط کہا ہے ہم ایسے نہیں ہیں بلکہ ہمیں تو یہ بات یقین کے درجہ کو پہنچ گئی ہے کہ "ہم سے گلی کا کتا بھی اچھا ہے، ہم اس سے گئے گذرے ہیں" سبحان اللہ انکسار اور تواضع کی حد ہوگئی۔

لاہور اسی سفر کے سلسلہ میں دو روز قیام فرمایا تھا۔ آسٹریلین بلڈنگ کی مسجد میں بعد نمازِ فجر وعظ فرمایا علماء و فضلاء عوام و خواص بالخصوص ڈاکٹر محمد اقبالؒ اور ان کے ساتھی اہتمام سے حاضر ہوتے تھے۔ بیان ہوتا تھا۔ "اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو، مالک تعالیٰ سے علاقہ پیدا کرو"۔ غرض حضرتؒ نے خطبہ شروع فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ الخ وعظ کرسی پر بیٹھ کر فرما رہے تھے احقر کے دل میں وسوسہ سا گذرا کہ مسجد میں تو شاید کرسی

بچھانا سُوءِ ادب ہو۔ حضرت نے فوراً خطبہ بند کر دیا، فرمایا کہ "مسجد میں کرسی بچھانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ثابت ہے۔ چنانچہ مسلم شریف میں روایت ہے کہ ایک سائل کے جواب دینے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مدینہ کے بازار سے کرسی لائی گئی۔ راوی کہتا ہے کہ اس کرسی کے پائے سیاہ تھے غالباً لوہے کے تھے، مصلّٰی کے قریب رکھی گئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر بیٹھ کر جوابات دیئے۔" یہ فرمایا اور پھر خطبہ شروع فرماکر حضرتؒ نے وعظ کیا۔ احقر ندامت سے پسینہ پسینہ ہو گیا۔

(بہرکیف) قادیانی مختار نے کہا کہ "تحذیر النّاس" میں مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے بھی بعد خاتم النبیین نبی کا آنا تجویز کیا ہے۔ فرمایا جج صاحب لکھیئے حضرت مولانا محمد قاسم نے اپنے الہامی مضمون میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے متعلق دلائل و براہین ساطعہ بیان فرمائے ہیں، اور اکثر عبداللہ بن عباسؓ کی علمی توجیہات فرمائی ہیں ان لوگوں پر حیرت ہے جو تحذیر الناس کو بطور و بالاستیعاب دیکھتے نہیں۔ اسی رسالہ میں جا بجا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین زمانی ہونا اور اس کا اجماعی عقیدہ ہونا اور اس پر اپنا ایمان ہونا ثابت فرمایا ہے۔ رسالہ کے صفحہ ۱۰ کی عبارت آپ کو لکھوانا چاہتا ہوں، حضرت مولانا فرماتے ہیں:۔ "سو اگر اطلاق اور عموم ہے، تب تو ثبوت خاتمیت زمانی ظاہر ہے۔ ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالۃ التزامی ضرور ثابت ہے، ادھر تصریحات نبوی مثل اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی اِلَّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ اَوْ کَمَا قَالَ جو بظاہر بطرز مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے اس بات میں کافی ہے کیونکہ یہ مضمون درجۂ تواتر کو پہنچ گیا ہے اور اس پر اجماع بھی منعقد ہو گیا ہے گو الفاظ مذکور بسندِ تواتر منقول نہ ہوں۔ سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہوگا جیسا تواتر اعدادِ رکعات فرائض و وتر وغیرہ باوجودیکہ الفاظ احادیث مشعر تعداد رکعات متواتر نہیں جیسا اس کا منکر کافر ہے ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہوگا۔"

اسی رسالہ کے دوسرے صفحات میں بھی جا بجا حضورؐ کی خاتمیت زمانی کا اقرار فرمایا ہے۔ نیز "مناظرہ عجیبہ" جو صرف اسی موضوع پر ہے اور آبِ حیات، قاسم العلوم، انتصار الاسلام وغیرہ کتب مصنّفہ حضرت نانوتویؒ دیکھنا چاہیے حضرت مولانا مرحوم حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے لیے تین طرح کی خاتمیت ثابت فرماتے ہیں۔ ایک بالذّات یعنی مرتبہ حضورؐ کا خاتمیت ذاتی کا ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم وصفِ نبوت کے ساتھ موصوف بالذات ہیں اور انبیاء کرام علیہم السلام موصوف بالعرض اور آپ کے واسطے سے۔ جیسا کہ عالم اسباب میں موصوف بالنّور بالذات آفتاب ہیں اس کے ذریعے سے تمام کواکب قمر وغیرہ اور دیگر اشیاء ارضیہ متّصف بالنور۔ یہی حال وصف نبوت کا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے متصف بالذّات ہیں اور اسی وجہ سے آں حضورؐ کو سب سے پہلے نبوت ملی۔ حدیث میں ہے کُنْتُ نَبِیًّا وَّ اٰدَمُ مُنْجَدِلٌ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ اور دوسرے حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام حضورؐ کے واسطہ سے متّصف بالنّبوۃ ہوئے، حدیث میں ارشاد ہے "لَوْ کَانَ مُوْسٰی حَیًّا لَمَا وَسِعَہٗ اِلَّا اتِّبَاعِیْ" اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری اتباع کے بغیر چارہ نہ ہوتا۔ پارہ ۳ کے آخری رکوع میں ارشاد ہوتا ہے وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّ حِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ الآیہ۔ اس آیت سے صاف واضح ہے کہ نبی کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جیسا کہ اس امت کے رسول ہیں، نبی الانبیاء بھی ہیں۔ تمام انبیاء علیہم السلام کی جماعت کو ایک طرف رکھا گیا اور نبی کریمؐ کو ایک طرف، اور سب سے حضورؐ پر ایمان لانے اور مدد کرنے کا عہد و پیمان لیا گیا، آیت میں ثُمَّ جَآءَکُمْ فرماکر تصریح فرما دی گئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ظہور سب سے آخر میں ہوگا۔ ؎

آیت میثاق در وے ثُم ہست
ایں ہمہ از مقتضائے ختم ہست

(جاری ہے)

تار کا پتہ
شاہین کراچی

ٹیلیکس
۲۷۱۹

پاک شاہین کنٹینر سروس لمیٹڈ

الحمدللہ پاکستان میں یہ پہلا کنٹینر ٹرمینل ہے جو نجی کاروباری شعبہ
میں قائم ہوا ہے ملک کی درآمدات و برآمدات نہایت عمدہ
کارکردگی کے ساتھ بذریعہ کنٹینر حمل و نقل ہوتے ہیں جہاز راں کمپنیاں
اور تاجر حضرات ہماری خدمات حاصل کریں۔ کسٹم اور کراچی
پورٹ ٹرسٹ کی تمام سہولتیں حاصل ہیں

فون: ۲۷۱۸۴۲، ۲۷۱۸۹۴، ۲۷۱۸۴۰

پاک شاہین
کنٹینر سروس لمیٹڈ

پلاٹ نمبر ۲۴/۲۷ ٹمبر پونڈ کیماڑی کراچی

قسط ۲

اسلام اور مسلمانوں کیخلاف

بھارت اسرائیل گٹھ جوڑ

ڈاکٹر خورشید احمد خاں

مسلم دنیا میں انٹیلی جینس کے برسوں پرانے بھارت اسرائیل تعاون کا اندازہ ذیل کی مثالوں سے کیا جا سکتا ہے۔

رن کش کی پاک بھارت جنگ سے دو سال قبل اپریل ۱۹۶۳ء میں اسرائیلی جنرل ڈیوڈ سیلٹنل نے بھارت کا دورہ کر کے بھارتی فوج کے کمانڈر انچیف جنرل جے این چودھری سے مذاکرات کیے جن کے نتیجہ میں دونوں ممالک کے درمیان ایک خفیہ فوجی معاہدے پر دستخط ہوئے۔ اس معاہدے میں خفیہ معلومات کا تبادلہ، بھارت کو اسرائیلی ہتھیاروں کی فراہمی اور اسرائیل میں بھارت کے فوجی عملہ کی تربیت جیسے امور شامل ہیں۔ ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ کے دوران اسرائیل کی جاسوسی تنظیم "موساد" نے پاکستان کے بارے میں خفیہ معلومات بھارت کو فراہم کیں۔

۱۹۶۵ء سے ۱۹۷۱ء تک کے عرصہ میں اسرائیل کی ملٹری انٹیلی جینس نے کم از کم تین مرتبہ حکومت بھارت کی دعوت پر بھارت کا دورہ کیا بھارت کے وزیر دفاع، وزارت دفاع اور مسلح افواج کے اعلیٰ حکام سے ملاقاتوں میں پاکستان کی دفاعی صلاحیت اور مشرقی پاکستان کی سیاسی صورت حال کے بارے میں اطلاعات پہنچائی گئیں۔ دسمبر ۱۹۷۱ء میں سقوط ڈھاکہ کے بعد ۱۹۷۱ء سے ۱۹۷۳ء کے عرصہ میں جب بھارت میں پاکستان کے فوجی عملہ سے پوچھ گچھ جاری تھی تو بے شمار مواقع پر پاکستان کے جنگی قیدیوں کے کیمپوں میں اسرائیل کی فوج اور انٹیلی جینس کے افراد موجود تھے۔

۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ کے دوران چھمب جوڑیاں سیکٹر میں بھارت کی پسپائی کے بعد جب پاکستانی فوج جموں شہر کے راستے میں اکھنور تک پہنچنے والی تھی تو اسرائیل نے تیزی سے اپنے مشیر اور ہتھیار بھارت کو فراہم کیے۔ ان مشیروں میں کرنل زبی شامل تھا جو پاکستان کی پیش قدمی کو روکنے کے لیے اسرائیل کے ٹینک شکن میزائیلوں کے استعمال میں بھارتی فوج کی مدد کے لیے محاذ کے پیچھے موجود تھا۔

۱۹۷۱ء میں بنگلہ دیش کے بحران کے زمانے میں اسرائیل نے (ڈاکٹر سوامی کے الفاظ) "بنیادی طور پر" بھارت کی مدد کی ڈاکٹر سوامی نے اس کی وضاحت نہیں کی کہ بنیادی طور پر مدد سے ان کی مراد کیا ہے لیکن انٹیلی جینس کے اندازوں کے مطابق اس میں مندرجہ ذیل اقدامات شامل ہیں۔

پاکستانی افواج کی نقل و حرکت سے بھارت کو مطلع کرنا مشرقی اور مغربی پاکستان دونوں جگہ جنگ کی صورت حال۔ مشرقی پاکستان کے باغیوں اور بھارتی فوجیوں کو گوریلا جنگ اور صبو تاژ کی تربیت دینا۔ صیہونیت کے زیر اثر مغربی ذرائع ابلاغ کے ذریعہ بھارت کی حمایت کرانا۔ مشرقی پاکستان پر حملہ کی منصوبہ بندی اور اس کی تعمیل میں بھارت کی مدد کرنا اور بنگلہ دیش میں بحران کے زمانہ میں دہشت گردی کی کارروائیاں منظم کرنا۔

۱۹۷۱ء سے اب تک بھارت اور اسرائیل کے درمیان تعاون میں کئی گنا اضافہ ہو چکا ہے۔ اس کا اندازہ پاکستان کے خلاف مسلسل سازشوں، پاکستان کی طرف سے خریدے جانے والے معمولی اسلحہ اور پر امن ایٹمی پروگرام کے خلاف گمراہ کن پروپیگنڈہ اور گمنام یا معمولی سیاسی شخصیتوں کے غیر اہم سرگرمیوں کو مغربی پریس میں اچھالے جانے

سے کیا جا سکتا ہے۔

بھارت اور چینی افواج کے درمیان معمولی سرحدی جھڑپوں کے بعد ۱۹۶۲ء میں نہرو نے اسرائیل کو ایک خط لکھا جس میں اسرائیلی اسلحہ فراہم کرنے کی درخواست کی گئی، جس کے جواب میں اسرائیل نے ہتھیاروں سے لدا ہوا ایک بحری جہاز روانہ کیا جن میں ۸۰ ایم ایم، ۱۲۰ ایم ایم کی بندوقیں شامل تھیں۔ اپریل ۱۹۸۳ء میں اسرائیلی جنرل سیلٹل نے بھارت کا جو دورہ کیا تھا۔ اس کے جواب میں بھارت کے وزیر مملکت برائے دفاع نے جولائی ۱۹۸۳ء میں اسرائیل کا دورہ کیا۔ اس کے بعد بھارت کے ایک فوجی کرنل ایم ایم سندھی کو حیفہ میں تعینات کیا گیا تاکہ وہ بھارت کو اسرائیلی اسلحہ کی ترسیل کے کام کی نگرانی کر سکے۔ کرنل سندھی کی تقرری کا حکومت بھارت نے انکار کیا لیکن بیروت کے روزنامہ "الیوم" نے اس تقرری کے بارے میں بھارتی فوج کے ایک خفیہ مراسلہ کو شائع کر کے بھارت کے جھوٹ کا پول کھول دیا۔ بھارت اسرائیل فوجی تعاون کو مزید مستحکم کرنے کے لیے بھارت نے دو یہودی افسروں کا وزارت دفاع میں تقرر کیا ان کے نام یہ ہیں۔ ریٹائرڈ ایڈمرل بنجامن سیمیس اور کیپٹن آر ایس ڈیوڈ۔ ان سرگرمیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک بااثر عرب اخبار الہدف نے اپنے اداریہ میں لکھا کہ:

"بھارت کے سفارت خانے اور وہ سرکاری افسران جو عرب ممالک کے دورے پر آتے ہیں۔ بھارت اور اسرائیل کے درمیان فوجی تعاون سے انکار کرتے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کا تعاون دونوں ممالک کے درمیان موجود ہے۔ اس کا ناقابل تردید ثبوت خود بھارت کی وزارت دفاع کے ریکارڈ سے ملتا ہے۔ جس کے مطابق ۱۹۸۲ء تک بھارت اسرائیل سے ایک لاکھ کی تعداد میں نہایت دھماکہ خیز بم اور بڑی مقدار میں ہلکے ہتھیار حاصل کر چکا ہے۔ دوسری رپورٹوں سے پتہ چلتا ہے کہ بھارت نے اسرائیل کے بھاری مقدار میں اسٹیئر گنیں حاصل کی ہیں۔ ظاہر ہے کہ بھارت اسرائیل کی معیشت اور اسلحہ کی صنعت کو مستحکم بنا رہا ہے۔ جس کا یہ نتیجہ برآمد ہو رہا ہے کہ اسرائیل فلسطین پر اپنے ناجائز قبضہ قائم رکھے اور عربوں کو زیر

کرنے میں مدد مل رہی ہے، یہاں بھارت کی وزارت دفاع کی ایک خفیہ دستاویز کا ذکر بے جا نہ ہوگا، جس پر یکم اپریل ۱۹۸۳ء کو بریگیڈیئر ایس این انیآ نے دستخط کئے تھے۔ اس دستاویز میں ان تمام اسلحہ کی فہرست ہے جو امریکہ، برطانیہ، آسٹریلیا اور اسرائیل نے بھارت کو فراہم کئے تھے اس فہرست کے مطابق اسرائیل نے ۱۹۱۰ء نہایت دھماکہ خیز بم اور پچاس توپیں بھارت کو دی تھیں۔ یہ ہتھیار اسرائیل نے جنوری ۱۹۸۲ء کے مذاکرات کے بعد فراہم کیے تھے لہٰذا اندازہ یہی ہے کہ ان مذاکرات کے بعد دونوں ملکوں کے درمیان کوئی دفاعی معاہدہ ہو چکا ہے۔ اس معاہدے کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگائیے کہ "معاہدے پر دستخط ہونے کے تین ماہ کے اندر اندر اسرائیل نے اتنی بڑی مقدار میں اسلحہ فراہم کر دیا"۔

۱۹۹۳ء کے اواخر میں اسرائیل نے بھارت کے ساتھ فوجی مشقوں میں حصہ لیا۔ ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ کے دوران اسرائیل نے ٹینک شکن میزائل اور دیگر ہتھیاروں کی فراہمی کے علاوہ، بھارتی فوجیوں کی تربیت کے لیے ٹیکنیکل ماہرین بھی بھیجے تھے۔

۱۹۶۹ء میں فرانس کی بندرگاہوں سے اسرائیلی ایجنٹ بہت سی میزائل بوٹ اسمگل کر کے لے جا رہے تھے۔ اس واقعہ کی اطلاع ملنے پر صدر ڈی گال نے اسرائیل کو برآمد کیے جانے والے تمام فوجی اسلحہ پر مکمل پابندی عائد کر دی۔ فرانس کی اس پابندی سے اسرائیل کی فوجی صلاحیت شدید طور پر متاثر ہو سکتی تھی لیکن جنرل ایرک شیرون نے جولائی ۱۹۶۹ء میں بھارت کا دورہ کیا تاکہ اسرائیل کے سپئر اور آریگان طیاروں اور ایم ایکس ۱۳۰ ٹینکوں کے لیے فاضل پرزے اور دیگر سامان حاصل کیا جا سکے۔ بھارت کے پاس بھی اسی قسم کا اسلحہ تھا۔ چنانچہ اس نے اسرائیل کی شدید ضرورت کو پورا کر دیا تاکہ وہ اپنے جہازوں اور ٹینکوں کو عربوں کے خلاف استعمال کر سکے ۱۹۶۷ء میں شام، اردن اور مصر پر اسرائیلی حملہ کے ایک ماہ کے اندر یہ کارروائی مکمل ہو چکی تھی۔ زبانی طور پر بھارت عربوں کی حمایت کرتا ہے جبکہ فوجی طور پر وہ اسرائیل کی مدد میں پیش پیش تھا۔

جاری ہے

WEEKLY Khatme-Nubbuwat KARACHI
Registered S. No. 3220

نعت شریف

رُخِ سرکار وہ آئینہ ہے تقدیرِ عالم کا
جہاں کا ذرہ ذرہ جس کے نورِ پاک سے چمکا

یہاں ہر فرد کی بگڑی ہوئی تقدیر بنتی ہے
دلِ محزوں میں رہتا ہی نہیں کوئی نشاں غم کا

ملائک کی جبیں جھکتی ہے جس کے آستانے پر
بھلا سمجھے کوئی کیا مرتبہ ذاتِ مکرم کا

ظہور رحمۃ للعالمین مقصودِ باری تھا
وہی نورِ ازل باعث ہوا تخلیقِ آدم کا

نجانے کب درِ اقدس پہ حافظؔ باریابی ہو
خبر کس کو ہے اک پل کی، بھروسہ کس کو اِک دم کا

حافظ لدھیانوی